Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۲/۷۷ | بدھ ۲۴ جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ، یکم صلح ۱۳۷۱ہش، یکم جنوری ۱۹۹۲ء | نمبر ۱

سچا انسان کبھی جھوٹی تعریف سے راضی نہیں ہوتا

"اگر آپ جھوٹے ہیں تو پھر جھوٹے، جھوٹی تعریفوں سے ہمیشہ خوش ہو جایا کرتے ہیں لیکن آپ کا صدق آپ کو بتائے گا کہ کس حد تک آپ سچے ہیں کیونکہ سچا انسان کبھی جھوٹی تعریف سے راضی نہیں ہو سکتا اور سنتا ہی نہیں سنی ان سنی کر دیتا ہے۔ بلکہ نفرت کرتا ہے اور گھبراتا ہے وہ چاہتا ہے کہ جلد یہ ملاقات ختم ہو۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یہ بیعت اور توبہ اُس وقت فائدہ دیتی ہے جب انسان صدقِ دل اور اخلاصِ نیت سے اس پر قائم اور کاربند بھی ہو جاوے۔ خدا تعالیٰ خشک لفّاظی سے جو حلق کے نیچے نہیں جاتی ہرگز ہرگز خوش نہیں ہوتا۔ ایسے ہو کہ تمہارا صدق اور وفا اور سوز و گداز آسمان پر پہنچ جاوے۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کی حفاظت کرتا اور اس کو برکت دیتا ہے۔ جس کو دیکھتا ہے کہ اس کا سینہ صدق اور محبت سے بھرا ہوا ہے وہ دلوں پر نظر ڈالتا اور جھانکتا ہے نہ کہ ظاہری قیل و قال پر جس کا دل ہر قسم کے گند اور ناپاکی سے معرّا اور مبرّا پاتا ہے۔ اس میں آ اترتا ہے اور اپنا گھر بناتا ہے مگر جس دل میں کوئی کسی قسم کا بھی رخنہ یا ناپاکی ہے اس کو لعنتی بناتا ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۸۱)

"دیکھو جس طرح تمہارے عام جسمانی حوائج کے پورا کرنے کے واسطے ایک مناسب اور کافی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح تمہاری روحانی حوائج کا حال ہے کیا تم ایک قطرہ پانی زبان پر رکھ کر پیاس بجھا سکتے ہو؟ کیا تم ایک ریزہ کھانے کا منہ میں ڈال کر بھوک سے نجات حاصل کر سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ پس اسی طرح تمہاری روحانی حالت معمولی سی توبہ یا کبھی کبھی ٹوٹی پھوٹی نماز یا روزہ سے سنور نہیں سکتی۔ روحانی حالت کے سنوارنے اور اس باغ کے پھل کھانے کے لئے بھی تم کو چاہیئے کہ اُس باغ کو وقت پر خدا کی جناب میں نمازیں ادا کر کے اپنی آنکھوں کا پانی پہنچاؤ اور اعمالِ صالحہ کے پانی کی نہر سے اس باغ کو سیراب کرو تا وہ ہرا بھرا ہو اور پھلے پھولے اور اس قابل ہو سکے کہ تم اُس سے پھل کھاؤ۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۸۱)

خوش قسمت کون ہے

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"خوش قسمت وہ شخص نہیں ہے جس کو دنیا کی دولت ملے اور وہ اس دولت کے ذریعہ ہزاروں آفتوں اور مصیبتوں کا مورد بن جائے بلکہ خوش قسمت وہ ہے جس کو ایمان کی دولت ملے اور وہ خدا کی ناراضگی اور غضب سے ڈرتا رہے اور ہمیشہ اپنے آپ کو نفس اور شیطان کے حملوں سے بچاتا رہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو وہ اس طرح پر حاصل کرے گا۔ مگر یاد رکھو کہ یہ بات یونہی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم نمازوں میں دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو جاوے اور وہ تمہیں توفیق اور قوت عطا فرمائے کہ تم گناہ آلود زندگی سے نجات پاؤ۔"

ملفوظات جلد سوم ص ۶۰۸

کسی اور کو یہ طاقت نہیں دی گئی کہ وہ خدا کی محبت اور تمہارے درمیان حائل ہو سکے

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہمیشہ آپ پر نازل ہوں

"ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ اگر تم خدا تعالیٰ کے وصل اور لقاء سے محروم ہو تو تم خود ذمہ دار ہو کوئی اور اس کا ذمہ دار نہیں ہے کیونکہ کسی اور کو یہ طاقت نہیں دی گئی کہ وہ خدا کی محبت اور تمہارے درمیان حائل ہو سکے کسی کو یہ طاقت نہیں دی گئی کہ خدا تعالیٰ تم سے پیار کرنا چاہے اور وہ اس میں روک بن سکے۔ خدا تعالیٰ سے دور لے جانے والی طاقتیں جو کچھ کر سکتی ہیں وہ یہی ہے کہ تمہاری کوشش کو کمزور کر دیں لیکن یہ تمہارا فرض ہے کہ تم اپنی کوشش کو کمزور نہ ہونے دو۔ تم خدا تک پہنچنے کے لئے پورا زور لگاؤ۔ خدا کی راہ میں قربانیاں دو اور اس کے دین کی خدمت کرو۔ تم خدا کی مخلوق کے ساتھ خیر خواہی کا سلوک کرو۔ بنی نوع انسان سے ہمدردی کرو۔ ان کی خدمت کرو۔ ان کے حقوق ان کو دو کہ یہ ایک بنیادی چیز ہے۔ اگر تم اپنی طرف سے اپنے دائرہ استعداد کے اندر انتہائی کوشش کرو گے تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں خدا تعالیٰ کے پیار سے محروم نہیں کر سکتی۔

پس ایک طرف بشارت بڑی عظیم ہے مگر دوسری طرف ذمہ داری بھی بڑی عظیم ہے۔ ہر فرد کی اپنی ذمہ داری ہے وہ کسی دوسرے پر الزام نہیں دھر سکتا کہ فلاں کی وجہ سے اسے خدا کا پیار نہیں ملا۔ اگر اسے خدا کا پیار نہیں ملا تو اس کی کسی اپنی کوتاہی کی وجہ سے نہیں ملا۔ کیونکہ خدا کے پیار اور اس کے پیار کے درمیان جیسا کہ میں نے کہا ہے کسی اور کی طاقت ہی نہیں ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے ... ہدایت پر اس نے خود قائم رہنا ہے۔ ساری دنیا بھی اگر خدا سے دور ہو جاتی ہے اور ایک فردِ واحد خدا کے حضور روحانی رفعتوں کو حاصل کر رہا ہے۔ تو ساری دنیا کی دوری اس کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتی۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ دسمبر ۱۹۷۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

یکم صلح ۱۳۷۱ہش — یکم جنوری ۱۹۹۲ء

حمد کس طرح کی جائے

اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا انسان کا فرض ہی نہیں اس کی ضرورت بھی ہے۔ فرض تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کا خالق و مالک ہے۔ اور اس کا رازق بھی۔ وہی اس کی تمام ضروریات پوری کرتا ہے اور جو یہ سب کچھ کرے وہ حمد کے لائق کیوں نہ ہوگا اور اگر وہ حمد کے لائق ہے تو انسان کا اخلاقی فرض بنتا ہے کہ اس کی حمد کرے۔ اور ضرورت اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ میرا شکر کرو گے تو میں تمہیں اور دوں گا۔ اور ہمیں لینے کی ضرورت ہے اور دینے والا وہی ہے اس لئے ہمیں اس کا شکر کرنا چاہیئے۔ اور شکر ہی حمد ہے۔

لیکن ایک بات خاص طور پر یاد رکھنے والی ہے۔ حمد کرنا یک طرفہ فعل تو ہے نہیں۔ جب بات کی جاتی ہے تو ایک شخص بات کرتا ہے اور دوسرا سنتا ہے۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم بات کرتے ہیں اور دوسرے سے کہتے ہیں۔ سنا نہیں تم نے۔ ہو سکتا ہے اس نے نہ سنا ہو۔ ہو سکتا ہے اس نے سنا ہو اور قابلِ پذیرائی نہ سمجھا ہو۔ گویا کہ بات کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس طرح کی جائے کہ دوسرا سنے اور اس کی پذیرائی کرے۔ حمد کی بھی یہی کیفیت ہے۔ اس کی پذیرائی ہونی چاہیئے۔ اسے پذیرائی کے قابل ہونا چاہیئے۔ اگر ہم اپنی طرف سے حمد کرتے ہیں۔ حمد کے الفاظ بار بار دہراتے ہیں اور یوں لگے کہ ہماری حمد سنی ہی نہیں جا رہی۔ یعنی اس کی پذیرائی نہیں ہو رہی تو اس کا کیا فائدہ۔ بس حمد کے لئے بھی یہ بات لازم ہے کہ ہماری حمد پذیرائی کے قابل ہو۔

حمد پذیرائی کے قابل کس طرح بنائی جا سکتی ہے اس سلسلہ میں حضرت امام جماعت الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"ایسی حمد جو دل سے نہ اٹھے اور جو اپنے اندر گہرائی سچائی نہ رکھتی ہو وہ خدا نہیں سنتا لیکن جب حمد کے نتیجہ میں اطاعت شروع ہو گئی۔ جب انسان نے قربانیاں پیش کرنی شروع کر دیں۔ جب اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی شروع کر دیں تو حمد سننے کے لائق ہے۔"

گویا حمد صرف یہ نہیں کہ حمدیہ الفاظ منہ پر جاری رہیں چاہے وہ ہر لمحہ کیوں نہ جاری رہیں۔ بلکہ حمد یہ ہے کہ ہمارے جوارح اللہ تعالیٰ کے احکام کے تابع ہو جائیں۔ ہم اس کے ہو جائیں اور ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار رہیں اور قربانی کریں بھی۔ اگر ایسا ہو تو حمدیہ الفاظ بھی با معنی ہو جائیں گے ورنہ صرف الفاظ رہ جائیں گے اور وہ بھی بے روح۔

کہاں سے فہم اور ادراک لاؤں
کہ اپنے آپ کو پہچان پاؤں
تجھے اپنی نظر میں جذب کر کے
مَیں خود دیکھوں زمانے کو دکھاؤں

—— ابوالاقبال

جابروں کی حکمرانی اَور ہے
وقت کی صاحبقرانی اَور ہے

ڈالتے ہیں گو ستاروں پر کمند
اہلِ دل کی لامکانی اَور ہے

علم و فن کی خوب ارزانی ہوئی
جذب و عرفاں کی گرانی اَور ہے

لَب کا اظہارِ معانی مرحبا
چشمِ نَم کی خوش بیانی اَور ہے

اَور ہے اہلِ رِیا کا ماجرا
دَرد والوں کی کہانی اَور ہے

شہرِ غم میں کون کس کا آشنا
کوئی دِل سا یارِ جانی اَور ہے

لاکھ سمجھائے خرد لیکن نصیر
آج دل والوں نے ٹھانی اَور ہے

نصیر احمد خان

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے

باہمی مودّت اور اخوت اور پیار کو قائم رکھنے کے لئے چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھنا بڑا ضروری ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بعض احمدی جھگڑتے ہیں اور اتنی ذہنی کوفت اٹھانی پڑتی ہے مجھے اور دوسرے ذمہ دار آدمیوں کو کہ آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ ہمیں کوفت پہنچا کر بھی گنہگار بنتے ہیں اور ویسے بھی اللہ تعالےٰ کے احکام کو نظر انداز کرتے ہوئے آپ گناہ کیوں سہیڑتے ہیں؟؟؟ اگر ان باتوں کا خیال رکھیں تو آپ کو کوئی نقصان نہیں لیکن آپ کا فائدہ بڑا ہے، آپ کو ثواب بڑا ہے تو ہر قسم کی لڑائی جھگڑے سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ ان دنوں میں غیر تربیت یافتہ آدمی بھی آتے ہیں۔ نیز ہزاروں کی تعداد میں ایسے احباب آتے ہیں جن کا جماعت سے ابھی تعلق قائم نہیں ہوا۔ اپنی عدم تربیت کے ساتھ وہ یہاں آتے ہیں۔ آپ نے خود ثواب کمانا ہے اور ان لوگوں کے لئے ایک نیک نمونہ پیش کرنا ہے تاکہ وہ سمجھیں کہ واقعہ میں دنیا میں ایک مقام ہے... جہاں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہے۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے۔ ہر شخص دوسرے کا خیال رکھنے والا۔ دوسرے کی خاطر تکلیف برداشت کرنے والا اور ہر قسم کے جلال سے بچنے والا ہے۔ اور چوتھی ذمہ داری جو ان دنوں جماعت پر عائد ہوتی ہے وہ فسق سے بچنے کی ہے صرف کبیرہ گناہ کو ہی فسق نہیں کہتے بلکہ کبیرہ اور صغیرہ چھوٹے اور بڑے ہر دو گناہ کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے تو چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے بھی بچنا اس اجتماع پر ضروری ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ انعام حاصل کر سکیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر۔ اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے۔

طہارت النفس

(ہر کام میں صحابہؓ کے شریک ہوتے)

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) فرماتے ہیں۔

میں نے اس سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک ایسا واقعہ بیان کیا ہے جس سے آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ اور انسانی قلب اس سے اعلیٰ سے اعلیٰ اصول طہارت نفس کے اور قومی ترقی کے نکال سکتا ہے۔ اب میں ایک اور واقعہ اسی پہلے واقعہ کی تائید میں درج کرتا ہوں۔ لیکن چونکہ وہ نئے حالات اور نئے واقعات کو لئے ہوئے ہے اس لئے اس کا ذکر بھی کسی قدر تفصیل سے ہی مناسب ہے۔

یہ بات تو تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مخالفت مکہ والوں کو تھی اسکی نظیر دنیا کی کسی اور تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپؐ کی مخالفت اور ایذا رسانی کے لئے جو تدابیر انہوں نے کیں یا جو منصوبے انہوں نے باندھے وہ اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ اور کسی قوم نے دنیاوی مخالفت میں یا دینی عداوت میں کسی انسان کی بلا وجہ ایسی بدخواہی نہیں کی جیسی اہل مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ مگر خدا تعالیٰ نے ہر میدان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح دی۔ اور آپ ہر دشمن پر فاتح رہے۔

گو چھوٹے چھوٹے حملے تو مدینہ میں آتے ہی شروع ہو گئے تھے۔ مگر دراصل جنگوں کی ابتداء جنگ بدر ہی سے سمجھنا چاہیئے جس نے ایک طرف کفار کے بڑے بڑے سرداروں کو خاک میں ملا دیا اور دوسری طرف مسلمانوں پر ثابت کر دیا کہ خدا تعالیٰ کی تائید انسان کو ہر مشکل سے سلامت نکال سکتی ہے اور دشمن خواہ کتنا ہی بہادر اور تعداد میں زیادہ ہو آسمانی تدابیر کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور اس سے ان کے حوصلے بڑھ گئے قریش کو اپنے سرداروں کے مارے جانے پر طیش ایک دم چین نہ لینے دیتا تھا۔ اور وہ آئے دن مسلمانوں پر حملہ کرتے رہتے تھے۔ جن میں سے مشہور حملہ احد کا بھی ہے یہ حملے متواتر چھ سال تک ہوتے رہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ جنگ بدر چھ سال تک متواتر جاری رہی اور اس کا خاتمہ احزاب پر ہوا۔ جبکہ دشمن نے آخری مرتبہ ہزیمت اٹھا کر پھر مسلمانوں کو دکھ دینے کا ارادہ نہ کیا۔ بلکہ ناامیدی اور مایوسی کا شکار ہو گئے۔ اور سمجھ گئے کہ ہم مسلمانوں کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

جنگ احزاب جسکا قرآن شریف میں بار بار ذکر آیا ہے۔ ایک نہایت خطرناک تھی۔ جسمیں مسلمان ایسے مجبور ہوئے تھے کہ انہیں قضائے حاجت کے لئے باہر جانے کو بھی رستہ نہ ملتا تھا اور کفار نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا تھا اور دس ہزار کا لشکر مرنے مارنے کے ارادہ سے مٹھی بھر مسلمانوں کے سامنے پڑا ہوا تھا۔ جو مشکلات کے نرغے میں گھرے ہوئے تھے۔ جب مسلمانوں کو اس لشکر کی آمد کی خبر ہوئی تھی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب صحابہؓ کو بلا کر مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے حضرت سلمانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے موقعہ پر ہمارے ملک میں تو خندق کھودتے ہیں۔ اور اسکے پیچھے بیٹھ کر دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ آپؐ نے یہ بات سنکر خندق کھودنے کا حکم دیا اور اسی وجہ سے جنگ احزاب کو غزوہ خندق بھی کہتے ہیں۔

چالیس چالیس ہاتھ زمین دس دس آدمیوں کو کھودنے کیلئے بانٹ دی گئی اور کام زور شور سے جاری ہو گیا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھے؟ آپ بھی ان لوگوں میں کام کر رہے تھے جو ادھر سے ادھر مٹی ڈھو رہے تھے کیونکہ کچھ لوگ زمین کھودتے تھے اور کچھ وہاں سے مٹی اٹھا کر ایک طرف کر دیتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کا بدن مٹی سے بھر گیا۔ حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ احزاب میں اس حالت میں دیکھا ہے۔ کہ آپؐ بھی مٹی ڈھو رہے تھے اور آپ کے گورے گورے پیٹ پر مٹی پڑی ہوئی تھی اور آپؐ یہ فرماتے جاتے تھے۔ "الٰہی اگر تیرا فضل نہ ہوتا تو ہمیں ہدایت نصیب نہ ہوتی اور نہ ہم صدقہ دیتے نہ نمازیں پڑھتے۔ پس ہم پر اپنی طرف سے تسلی نازل فرما اور اگر جنگ پیش آئے تو ہمارے پاؤں کو ثبات دیجیئے۔ وہ دشمن کے مقابلہ میں بالکل نہ ڈگمگائیں۔ الٰہی! یہ کافر ہم پر ظلم اور زیادتی سے حد آور ہو گئے ہیں اور ہمارے خلاف انہوں نے بغاوت کی ہے کیونکہ جب انہوں نے ہمیں شرک و کفر میں مبتلا ہونے کی دعوت دی ہے ہم نے ان کی بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

اللہ! اللہ!! وہ کیا ہی پیاری مٹی ہو گی جسے آپؐ اٹھاتے تھے اور وہ مٹی کروڑوں من سونے سے زیادہ قیمتی تھی جسے اٹھانے کے لئے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اٹھتے تھے اور جسے آپؐ کے پیٹ پر گرنے کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عذاب شدید کو دیکھ کر کہہ اٹھیں گے کہ کاش ہم مٹی ہوتے اور شریر و بدمعاش لوگ جب سزا پاتے ہیں تو ایسے ہی جملے کہا کرتے ہیں اور اپنی حالت پر افسوس ہی کیا کرتے ہیں۔ مگر خدا گواہ ہے وہ مٹی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر گرتی تھی اس کی نسبت تو ایک (صاحب ایمان) کا دل بھی للچا جاتا ہے۔ کہ وہ کہہ اٹھے کہ کاش میں مٹی ہوتا۔ اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ براءؓ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے اس مٹی کا بھی ذکر کرتے ہیں جو آپؐ کے پیٹ پر گرتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس مٹی کو بھی عشق کی نگاہوں ہی سے دیکھتے تھے۔ اور لالچ کی نگاہیں ادھر پڑ رہی تھیں اسی لئے تو مدتوں کے بعد جب وہ جنگ احزاب کا ذکر فرماتے ہیں تو وہ مٹی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر پڑتی تھی ان کو یاد آجاتی ہے۔

میں حیران ہوں کہ صحابہؓ کس محبت اور کس شوق سے اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے ہوں گے خدایا وہ مزدور کیسا ہو گا۔ اور کس شان کا ہو گا۔ جس کے سر پر نبوت کا تاج تھا اور دوش پر مٹی کا ڈھیر صحابہؓ کے قدموں میں کیسی تیزی اور کیسی پھرتی پیدا ہو گئی ہو گی۔ ہر ایک ان میں سے اپنے دل میں کہتا ہو گا۔ کہ خدا کے لئے جلد جلد اس مٹی کو صاف کر کے جسقدر ہو سکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کام کم ہو۔ اور وہ ایک دوسرے سے بڑھ کر بوجھ اٹھاتے ہوں گے۔ تاکہ جلد اس بوجھ کو ختم کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آرام دیں۔

میری عقل چکراتی ہے جب میں صحابہؓ کے ان جذبات کا نقشہ اپنے دل میں کھینچتا ہوں جو اسوقت ان کے دل میں پیدا ہوتے ہوں گے۔ میری قوت متخیلہ پریشان ہو جاتی ہے۔ جب میں ان خیالات پریشان کو اپنے سامنے حاضر کرتا ہوں۔ جو اس وقت صحابہؓ کے دلوں میں گشت لگا رہے ہوں گے۔ ایک بجلی اور ایک سٹیم ہو گی جو اس وقت اُن کے اندر کام کر رہی ہو گی۔ نہیں بجلی اور سٹیم کی کیا حقیقت ہے۔ عشق کی گرمی ان سے کام لے رہی تھی۔ وہ مٹی جو وہ اپنی گردنوں اور کندھوں پر رکھتے تھے۔ انہیں ہر ایک قسم کی نعمت سے زیادہ معلوم ہوتی تھی وہ بوجھ انہیں سب غموں سے چھڑا رہا تھا۔ اور وہ مٹی انہیں ہیروں اور جواہرات سے زیادہ قیمتی معلوم ہوتی تھی۔ جسے نبیوں کے سرتاج کے کندھوں پر رکھے جانے کا فخر حاصل تھا۔ کیا کوئی مسلمان بادشاہ ایسا ہے جسے اس مٹی کے اٹھانے میں عذر ہو۔ نہیں! اس وقت کے اسلام سے غافل بادشاہ بھی اسے اٹھانے میں فخر سمجھیں گے۔ پھر وہ نیکوکار گروہ اسے اپنی کیسی عزت نہ خیال کرتا ہو گا۔ اور یہ سب کچھ اسلیئے تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ایک گھوڑے پر کھڑے ہوئے حکم نہیں دے رہے تھے۔ بلکہ دوسروں کو حکم دینے سے پہلے آپ خود اپنے کندھوں پر مٹی کا ڈھیر رکھتے تھے پھر جو لوگ اپنے محبوب آقا کو مٹی ڈھوتے دیکھیں گے وہ جس شوق سے بھی اس کام کو کرتے بالکل مناسب اور بجا ہوتا۔ یہ ایک ایسی اعلیٰ تدبیر تھی جس سے اگر ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت الٰہی ظاہر ہوتی ہے تو دوسری طرف یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ فطرت انسانی کو خوب سمجھتے تھے۔ اور آپؐ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ اگر ماتحتوں میں روح پھونکنی ہو تو اس کا ایک ہی گر ہے کہ خود ان کے ساتھ مل کر کام کرو۔ پھر انہیں خود بخود جوش پیدا ہو جائے گا۔ اور اس طرح آپؐ نے ایک ناقابل فتح لشکر تیار کر دیا جو ہر زمانہ کے لئے مایہ ناز ہے۔ اس سے ہمیں کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

اول تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک دفعہ ہی صحابہؓ کے ساتھ مل کر کام نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ کرتے تھے۔ کیونکہ پہلا واقعہ جو میں نے بیان کیا ہے۔ وہ آپؐ کی مدنی زندگی کا ابتدائی واقعہ ہے۔ اور یہ چھ سال بعد کا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کی عادت تھی کہ کوئی کام کسی کو نہ دیتے۔ مگر خود اس میں شامل ہوتے تاکہ خود بھی ثواب سے حصہ لیں اور دوسروں کو بھی رغبت اور شوق پیدا ہو۔ کہ جب ہمارا آقا خود شامل ہے تو ہمیں اس کام سے کیا عار ہو سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ انہیں چستی سے کام کرنے کی عادت ہو اور وہ آپؐ کے شمول کی وجہ سے جس تیزی سے کام کرتے ہوں گے اسے ان کی عادت میں داخل کر دیا جائے۔ دوسرے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جس وقت آپؐ مدینہ تشریف لائے تھے اس وقت آپؐ بالکل نو وارد تھے اور ابھی آپ کی حکومت قائم نہ ہوئی تھی اور گو سینکڑوں جاں نثار موجود تھے۔ جو اپنی جان قربان کرنے کے لئے حاضر تھے۔ مگر پھر بھی دنیا کے لحاظ سے آپ کے ماتحت کوئی علاقہ نہ تھا۔ مگر غزوہ احزاب کے وقت گو آپ کے لشکر کی تعداد کم تھی مگر بارہا کھلے میدانوں میں کفار کو شکست دے چکے تھے۔ یہودیوں کے دو قبیلے جلا وطن ہو کر ان کی املاک مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی تھیں۔ مدینہ اور اس کے گردونواح میں آپ کی حکومت ہو گئی تھی۔ بقیہ یہودی معاہدہ کی رو سے مسلمانوں سے صلح کر چکے تھے۔ اسلیئے اب آپؐ کی پہلی حالت اور اس حالت میں بہت فرق تھا۔ اور اب آپؐ ایک ملک کے حاکم یا بادشاہ تھے۔ پس اس وقت آپؐ کا صحابہؓ کے ساتھ مل کر کام کرنا جبکہ آپؐ کی عمر بھی چھپن[56]

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خورشید عطا صاحبہ۔ بتوسط مکرم سمیع اللہ سیال صاحب وکیل الدیوان تحریک جدید

واقفین نو کے والدین کیلئے چند نکات

(چند نکات جو ہر واقفِ نو کی والدہ کو مدنظر رکھنے چاہئیں)

دوسرا دور۔ پیدائش کے بعد ایک سال کی عمر تک۔ (INFANTILE PERIOD) ننھے بچے کے متعلق یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ ابھی بچہ ہے اسے کچھ علم نہیں بچہ کی حسیات بڑوں سے زیادہ تیز ہوتی ہیں۔ وہ غیر محسوس طور پر بغیر کسی کوشش کے قدرتی انداز میں ماحول سے بہت تیزی کے ساتھ اکتساب کرتا ہے اس لئے مندرجہ ذیل خصوصیات بڑی آسانی سے ان میں پیدا کی جا سکتی ہیں۔

پابندئ وقت

ہر بچہ قدرتی طور پر صبح خیز ہوتا ہے۔ وقت پر اسے بھوک لگتی ہے اور حوائج ضروریہ سے بھی کم و بیش وقت پر ہی فارغ ہوتا ہے۔ سوائے بیماری کے۔ اس لئے اس مقررہ اوقات میں ہی اس کی ضروریات پوری کریں۔ آپ وقت کی پابندی کریں گی۔ وقت پر سلائیں گی اور وقت پر نہلائیں گی۔ وقت پر دودھ دیں گی تو وہ اہم خصوصیت اس عمر سے ہی اپنائے گا۔

پاکیزگی

پاکیزگی کا احساس قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ بچہ جس وقت پیشاب یا پاخانہ کرے اسے فوری طور پر دھلایا جائے۔ گاؤں وغیرہ میں مائیں اکثر کپڑے سے پونچھ ڈالنے پر ہی اکتفاء کرتی ہیں۔ اس لئے جہاں پاکیزگی کا لحاظ متأثر ہوگا۔ وہاں خارش اور بدبو پیدا ہوگی۔ خارش کی وجہ سے بچہ یا تو جھنجھلائے گا۔ روئے گا۔ اگر کچھ بڑا ہے تو خارش کرنے کی کوشش کرے گا۔ کھجانا بعض اوقات برے نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ مثلاً بڑے ہونے کے بعد جنسی بے راہ روی۔ نیز پلاسٹک کے جانگیئے صرف اشد ضرورت کے وقت ہی استعمال کریں۔ اس کی عادت بچے میں پاکیزگی کا احساس پیدا نہیں ہونے دے گی۔ نیز پیمپرز (PAMPERS) (پلاسٹک کے جانگیئے) کے استعمال سے چلنا سیکھنے والے بچوں کی چال بگڑ جاتی ہے۔ بطخ کی سی چال ہو جاتی ہے۔ بچے پاؤں چوڑے کر کے چلنے لگتے ہیں۔

ضد سے محفوظ رکھنے کے لئے

دودھ کے مقررہ اوقات ہر بچہ کے مختلف ہو سکتے ہیں۔ انفرادی فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے بچہ کو رونے سے قبل ہی خوراک دے دینی چاہیئے ورنہ اسکو رو کر ہی دودھ مانگنے کی عادت پیدا ہو جائے گی۔ (رونا غصے کی علامت بھی ہوتا ہے غصہ میں دودھ پینا نظام انہضام میں خلل ڈال سکتا ہے۔) رو کر مانگنے سے ضد کی عادت پیدا ہونے کا احتمال ہے۔

خود اعتمادی

بچہ پہلا قدم اٹھائے تو گھبراہٹ کا اظہار نہ کریں اسے کوشش کرنے دیں۔ گرنے پر بھی تشویش کا اظہار نہ کریں "ہائے" کہہ کر اسے خوفزدہ نہ کریں۔

بہادری

خوف سے محفوظ بچے ہی بہادر بن سکتے ہیں۔ (بہادر لوگوں کی کہانیاں تو بعد میں پڑھ سکیں گے) خوف سے محفوظ رکھنے کے لئے والدین کو علم ہونا چاہیئے کہ بچہ کن چیزوں سے خوف کھاتا ہے۔ تاکہ اس سے حفاظت کر سکیں۔

خوف کی ابتدا تین باتوں سے ہوتی ہے

(ا) تیز آواز جو اچانک پیدا ہو۔ مثلاً بچے کے پاس زور سے تالی بجانا کہ وہ چونک اٹھے۔ کوئی سی شرلنگ (SHRILLING) آواز زور سے دروازہ بند ہو جانا وغیرہ۔ بچے کو چونکا دینا اسے خوف زدہ کر دینے کے مترادف ہے۔

(ب) گرنے کا احساس۔ گرنے کا احساس بچوں میں SENSE OF INSECURITY عدم تحفظ کا احساس پیدا کر دیتا ہے۔ اور یہ چیز بھی خوف کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ اس لئے بچے کو ایک ہاتھ سے اٹھانا مناسب نہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ بچہ رو رہا ہے۔ ماں نے جھلا کر ایک بازو سے پکڑ کر اٹھایا تو بچہ اور زور سے رونا شروع کر دیتا ہے۔ اس لئے اس طرح اٹھایا جائے کہ وہ محسوس کرے کہ وہ محفوظ ہے۔

(ج) تنہائی اور تاریکی۔ اور جب بچہ خود کو اکیلا محسوس کرے گا تو اس میں خوف کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ اسی طرح تاریکی میں بھی وہ اس لئے خوف زدہ ہوگا کہ اسے ماں یا کوئی بھی نظر نہیں آئے گا۔ اس لئے ماڈرن طریقہ پر بچے کو اکیلے کمرے میں نہیں سلانا چاہیئے تاکہ جاگنے پر ماں کو نہ پا کر خوف زدہ نہ ہو جائے۔

دن کو بھی کام کرتے وقت ماں بچے کی نظروں کے سامنے رہے تاکہ اسے احساس تحفظ رہے۔ اس طرح بچہ ماں کی نظروں کے سامنے بھی رہے۔

گہرا مشاہدہ۔ بچوں کی یادداشت حیرت انگیز ہوتی ہے۔ بقول ارسطو بچے کا ذہن صاف سلیٹ کی طرح ہوتا ہے جو لکھ دیا گیا انمٹ ہو گیا۔ لیکن جس طرح سلیٹ کو علم نہیں کہ اس پر کیا لکھا گیا مگر لکھا گیا۔ اسی طرح بچہ نہیں جانتا کہ اس کے ذہن پر کیا کیا لکھا جا چکا ہے کون کون سے نقوش قائم ہو چکے ہیں۔ جوں جوں وہ سمجھدار ہوتا جاتا ہے وہ نقوش تجربہ اور INTUITION اور تصورات کی شکل میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ بچے کے مشاہدات اور معصوم تجربات اس طرح اس کے ذہن میں قائم ہو جاتے ہیں جس طرح کمپیوٹر میں فیڈ (FEED) کر دیا گیا ہو۔ حتیٰ کہ نفسیاتی تجزیہ SCHYCO ANAYSIS سائیکو انیلسز کے دوران بچہ کو پیدائش کا عمل بھی یاد آ جاتا ہے۔ (تکلیف کے احساس کے طور پر) (TRAMATIC EXPERIENCE) چند ماہ کا بچہ دوسروں کی نظر میں پہچاننے لگتا ہے کہ کون اسے خوش ہو کر دیکھ رہا ہے۔ اس کے جواب میں وہ مسکراتا ہے۔ اس کے پاس آنے کی کوشش کرتا ہے۔ جو اسے غصہ سے دیکھے یا اسے توجہ نہ دے وہ اس کی طرف سے منہ موڑ لیتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بچہ سب کچھ دیکھتا سمجھتا اور ردعمل کا اظہار کرتا ہے۔ اس لئے اس کے سامنے ہر کام ہر بات سوچ سمجھ کر اور احتیاط سے کرنی چاہیئے۔

غرض انفرادی اختلافات کے لحاظ سے بچہ اپنی صلاحیت کے مطابق اس عمر سے ہی مندرجہ ذیل باتیں سیکھ لیتا ہے یا سیکھ سکتا ہے۔

(۱) وقت کی پابندی۔
(۲) پاکیزگی و طہارت (نفاست پسند بچہ گیلا ہوتے ہی رونے لگتا ہے)
(۳) ضد نہ کرنا۔
(۴) خود اعتمادی۔
(۵) بہادری۔
(۶) زبان سیکھنا۔
(۷) ردِ عمل کا اظہار۔
(۸) نقل کرنے سے سیکھنے کا رجحان۔

اسی عمر سے اس کا تعلیمی سلسلہ بھی شروع ہو جانا چاہیئے۔

تعلیمی سلسلہ چھوٹے چھوٹے جملے مذہبی اور اخلاقی قسم کے اس کے سامنے اکثر و بیشتر دوہرانے شروع کر دینے چاہئیں۔ مثلاً اللہ ایک ہے۔ ہم احمدی ہیں وغیرہ۔

تربیتی سلسلہ

دودھ پلاتے کپڑے پہناتے وقت بلند آواز سے اللہ کا نام لینا چاہیئے پہلے دایاں ہاتھ دھلانا، پہلے دائیں آستین پہنانا، اس کی فطرت ثانیہ بن چکی ہوگی۔ ہوش آنے پر سکھانے میں زیادہ محنت اور وقت درکار ہوگا۔ شرعی اور اخلاقی کردار عملی تربیت سے راسخ ہوگا۔ مشہور ماہر نفسیات PAV LOVE کی زبان میں یہ چیز CONDITIONING کہلاتی ہے۔ مثلاً دودھ پی چکنے کے بعد "اللہ کا شکر" کہے یہ تو بچے کی فطرت بن چکی ہوگی۔ بعد میں سکھانے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔

روحانی تربیت

سوتے وقت باآواز بلند سورہ فاتحہ، تینوں قل اور درود شریف تین بار پڑھ کر اور سنت کے طور پر بچے پر پھونک ماردی جائے۔ اللہ نے چاہا تو خود اللہ تعالیٰ بچے کی تربیت کا ضامن بن جائے گا۔ یاد رہے کہ انسان خود بچے کی تربیت نہیں کر سکتا جب تک اللہ تعالیٰ مدد نہ کرے۔ ایک احمدی خاتون نے بتایا کہ ان کے ہاں شادی کے سات سال بعد دعاؤں کے نتیجے میں بیٹا پیدا ہوا ماں باپ نے اس پر بڑی محنت کی اور تہیہ کر لیا کہ ایسی تربیت کریں گے کہ چاند میں داغ ہے مگر اس میں نہ ہوگا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے تربیت کے معاملے میں خدا کی ہستی کو بھلا دیا اور اپنی تربیت پر بھروسہ کر لیا چنانچہ ساری محنت رائیگاں گئی۔

اخلاقی تربیت

بچے کے ہاتھ میں کھلونا یا چیز دے کر اسے دوسروں کو دلوانے کی کوشش کریں۔ دے دینے پر پیار کریں۔ شاباش دیں آہستہ آہستہ وہ دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنا (SHARE) کرنا سیکھے گا۔ ورنہ بچہ جبلی طور پر POSSESSIVE ہوتا ہے وہ کوئی چیز دینا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ دوسرے بچوں کے ہاتھ سے چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔ بچے کے ہاتھ سے آپ خود بھی چیز چھیننے کی کوشش نہ کریں۔ اگر کوئی

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر نثار احمد فاروقی

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کی دوسری بڑی شخصیت حضرت خواجہ قطب الدین اوشی بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز قدس سرہٗ کے نہایت ممتاز مرید خلیفہ اور جانشین تھے مگر ان کا وصال اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ معین الدین سنجری اجمیری رح کی زندگی ہی میں ہو گیا تھا۔ اس لئے حضرت خواجہ غریب نواز کے جانشین بھی حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ ہوئے جن کو خلافت اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ قطب الدین اور دادا پیر حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے حاصل تھی۔ حضرت قطبؒ صاحب کو "حریق محبت" کہا جاتا ہے یعنی وہ ذات مبارک جو عشق الٰہی کی آگ میں جل چکی تھی۔ اس کا قصہ یہ ہوا کہ ۱۲ ربیع الاول ۶۳۴ھ یعنی ۱۲ نومبر ۱۲۳۶ء کو شیخ علی سگزی کی خانقاہ میں رسول مقبول حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرس تھا جس میں حضرت قطب صاحبؒ بھی مدعو تھے۔ اور اس وقت کی دہلی کے بہت سے مشائخ اور علماء بھی حاضر تھے۔ وہاں ذکر و تلاوت وغیرہ کے بعد محفل سماع منعقد ہوئی۔ جس میں قوال نے حضرت جام کی غزل پڑھی۔ اسی غزل کے اس شعر پر حضرت قطب صاحب کو وجد ہوا۔

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

قوال بس اس شعر کی تکرار کرتے رہے اور قطب صاحبؒ وجد و استغراق کے عالم میں رہے۔ نماز کا وقت آتا تھا تو آپ نماز ادا فرماتے تھے اور پھر قوالوں کو حکم ہوتا تھا کہ یہی شعر پڑھتے رہیں۔ اسی کیفیت میں شیخ علی سگزیؒ کے گھر سے اپنی خانقاہ میں تشریف لے آئے اور وہاں بھی اس شعر کی تکرار کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی طرح ۴ دن اور ۴ راتیں اسی کیفیت میں گزریں۔

۱۴ ربیع الاول ۶۳۴ھ یعنی ۱۵ نومبر ۱۲۳۶ء کو یہی شعر سنتے سنتے آپ کی روح پرواز کر گئی۔

اسی سال حضرت خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ دہلی تشریف لائے تھے۔ اس وقت دہلی کے شیخ الاسلام نجم الدین صغریٰ نامی ایک شخص تھے۔ حضرت خواجہ اجمیریؒ ان سے ملاقات کرنے ان کے گھر پر گئے تو اس وقت شیخ الاسلام ایک چبوترہ تعمیر کرا رہے تھے۔ انہوں نے حضرت خواجہ اجمیری کا کچھ تپاک سے استقبال نہیں کیا بلکہ کچھ بے دلی اور روکھے پن سے ملے۔

حضرت خواجہ اجمیریؒ کو بھی اس کا احساس ہو گیا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ نجم الدین کیا بات ہے میں تمہارے رویے میں کچھ تبدیلی پاتا ہوں۔ نجم الدین صغریٰ کہنے لگے کہ یہاں دلی میں آپ نے ایک ایسے شخص کو بٹھا دیا ہے کہ عوام اور خواص سب اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور میری "شیخ الاسلامی" کو کوئی نہیں پوچھتا۔

حضرت خواجہ اجمیریؒ نے فرمایا کہ تم اگر اس سبب سے آزردہ ہو تو میں قطب الدینؒ کو اپنے ساتھ اجمیر لے جاتا ہوں۔ حضرت قطب صاحبؒ کی خانقاہ میں آکر حضرت غریب نواز نے فرمایا کہ

"قطب الدین تم میرے ساتھ اجمیر چلو تم وہاں یاد الٰہی میں فراغت سے بیٹھنا اور میں کمربستہ ہو کر تمہاری خدمت کروں گا"۔

پیرومرشد کا حکم وہ کیسے ٹال سکتے تھے ان کی رکاب میں اجمیر کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب دہلی کی آبادی میں یہ شہرت ہوئی کہ قطب صاحب دہلی کو خیرباد کہہ کر جا رہے ہیں۔ تو سارے شہر میں کہرام مچ گیا۔ شمس الدین التمش اس وقت شہنشاہ تھا وہ خود آیا اور گڑگڑا کر درخواست کی قطب صاحب دہلی چھوڑ کر نہ جائیں۔ مگر حضرت غریب نوازؒ نے بادشاہ کی درخواست بھی منظور نہیں کی۔ جب یہ دونوں پیر اور مرید دہلی سے اجمیر کے لئے نکلے۔ تو تقریباً سارا شہر کیا امیر کیا غریب۔ کیا ہندو اور کیا مسلمان۔ کیا بوڑھے اور کیا بچے زار زار روتے ہوئے پیچھے چل رہے تھے جب خلق خدا کو ایسا ماتم کرتے دیکھا تو حضرت خواجہ اجمیریؒ نے فرمایا۔

"قطب الدین کسی ایک شخص کا دل رکھنے کے لئے اللہ کی اتنی مخلوق کا دل توڑنا مناسب نہیں۔ تم دہلی میں رہو۔ میں اس شہر کو تمہاری ولایت میں دیتا ہوں"۔

اس واقعے سے حضرت قطب صاحب کی عوام میں مقبولیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

مختصر سوانحی کوائف

حضرت قطب صاحب وسط ایشیا کے ایک قصبہ اوش کے رہنے والے تھے ان کے حالات بعض قدیم کتابوں میں ملتے ہیں ان میں سے ایک "سیر الاولیاء" ہے اس کے مؤلف امیر خرد کرمانی کا بیان ہے کہ قطب صاحب نے رجب ۶۲۲ھ جولائی ۱۱۲۸ء میں بغداد کی مسجد ابواللیث سمرقندی میں حضرت خواجہ معین الدینؒ سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی تھی۔

میرا خرقہ، عصا، مصلّٰی، تسبیح وغیرہ شیخ فریدالدین مسعودؒ کو دے دیے جائیں جو اس وقت ہانسی میں تھے۔

قطب صاحبؒ کے والد بزرگوار کا نام احمد بن موسیٰ بتایا جاتا ہے یعنی کتابوں میں نام کمال الدین احمد لکھا ہے مگر یہ لقب ہو سکتا ہے۔ محمد اکرم براسوی کی "اقتباس الانوار" میں جو آخر عہد مغلیہ کی تالیف ہے انہیں حسینی سید لکھا ہے۔

مگر تاریخ خان جہانی کا بیان ہے کہ حضرت قطبؒ صاحب کا تعلق روہیلوں کے قبیلہ سٹربنی سے تھا۔

آپ کی ابتدائی تعلیم وسط ایشیا ہی میں ہوئی۔ دہلی میں بھی حالانکہ شہنشاہ وقت شمس الدین التمش قطب صاحبؒ کا مرید تھا مگر آپ کی زندگی فقر و فاقہ میں گزرتی تھی اور دنیا کی طرف مطلق التفات نہ تھا آپ ہر وقت ذکر الٰہی میں مستغرق رہتے تھے اور ایسی بیخودی کی حالت طاری رہتی تھی کہ راستہ چلتے ہوئے دیوار سے ٹکرا جاتے تھے اور خدام آپ کو باخبر کرتے تھے اسی طرح جب کوئی خانقاہ میں ملنے کے لئے آتا تھا تو خدام آپ کا کندھا ہلاتے اور آپ دریافت فرماتے کہ "کیا بات ہے"؟

خدام عرض کرتے کہ لوگ ملنے کے لئے آئے ہیں۔ آپ آنکھیں کھول کر ان کی طرف دیکھتے اور ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھتے۔ آنے والے کو پانی کا ایک کوزہ پیش کیا جاتا اور وہ پانی پی کر رخصت ہو جاتے۔

ایک بار حضرت قطبؒ صاحب نے فرمایا کہ میری خانقاہ میں لنگر ۵۰ سال کے بعد جاری ہو گا۔ اور ایسا ہی ہوا کہ حضرت نظام الدین اولیاء کی خانقاہ غیاث پور میں ۶۸۵ میں بنی اور وہاں لنگر جاری ہوا۔

حضرت کی اولاد

حضرت قطب صاحب کی اولاد میں دو ۲ بچے جڑواں پیدا ہوئے تھے جن میں سے ایک کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا تھا۔ دوسرے بیٹے شیخ احمد تماج کہلاتے تھے اور ان کے حالات کو قطب صاحب سے کچھ زیادہ نسبت نہ تھی۔ شیخ بدرالدین غزنوی کی بھی خواہش تھی کہ انہیں قطب اپنا جانشین بنا دیں مگر انتقال کے وقت قطب صاحب نے وصیت فرما دی تھی کہ

صوم کے دن دہلی پہنچے تھے یہ تبرکات آج تک حضرت بابا فرید کی اولاد میں اس شاخ کے پاس محفوظ ہیں۔

یاد الٰہی کے لئے وقف

ان خاصان خدا کی زندگی یاد الٰہی کے لئے وقف تھی۔ اور معاشرے کے غریب و مسکین دکھی اور دردمند انسانوں کی دلجوئی اور چارہ سازی ان کا طریقہ تھا یہی سبب ہے کہ صوفیا کی خانقاہوں میں عوام کا ہجوم رہتا تھا وہ ان سے دعا کرانے آتے تھے کہ ان کے دکھ دور ہوں اور یہ بزرگ ان سے ایسا شفقت و مرحمت کا معاملہ کرتے تھے کہ انہیں محسوس ہوتا تھا تپتے ہوئے صحرا میں گھنے چھتنار درخت کے نیچے آ گئے ہیں۔ یہی ان کی مقبولیت کا سبب تھا۔ خانقاہ میں ہجوم کرنے والے صرف مسلمان ہی نہ تھے بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان عقیدت مندوں کی اکثریت غیر مسلموں پر مشتمل ہوتی تھی بادشاہ وقت اور امراء سے یہ صوفیہ تعلق نہ رکھتے تھے اور عوام کے لئے ان کے دروازے ہر وقت کھلے تھے یہی حال حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کا تھا۔

(بشکریہ اردو مجلس آل انڈیا ریڈیو، نئی دہلی)

بقیہ: صد ۳ سے آگے

سال کی ہو چکی تھی ایک اور ہی شان رکھتا ہے اور یہ واقعہ پہلے واقعہ سے بھی زیادہ شاندار ہے۔

بقیہ: صد ۴ سے آگے

چھری قینچی وغیرہ قسم کی چیز بھی پکڑے تو حکمت عملی سے حاصل کریں۔

ہنسی اور تمسخر کو بکلی چھوڑ دو

سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے امید رکھا فرماتے ہیں۔ "تم اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ ہنسی اور تمسخر کو بکلی چھوڑ دو۔ بہت غم اور رنج کا وقت ہے اپنے اعمال میں تبدیلی کر لو کیونکہ یہ تکلیفوں کے دن ہیں"۔
(خطبات جمعہ جلد اول صد ۲۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

عبدالمنان طاہر

مکرم ماسٹر بشیر احمد صاحب چارکوٹی

میرے والدِ محترم ماسٹر بشیر احمد صاحب ۱۸ر جون ۱۹۹۱ء کو وفات پا گئے۔ (ہم اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں) آپ دھرال/ چارکوٹ تحصیل راجوری ضلع ریاسی (ریاست جموں وکشمیر) کے رہنے والے تھے۔ آپ کی عمر ۵-۶ سال کی تھی کہ آپ کے والدِ ماجد مکرم میاں عطاء اللہ صاحب آپ کو کندھوں پر اٹھا کر پیدل سفر طے کر کے حصولِ علم کے لئے قادیان چھوڑ آئے۔

قادیان سے ہی آپ نے میٹرک کا امتحان پنجاب یونیورسٹی میں امتیازی پوزیشن میں ۱۹۲۶ء میں پاس کیا۔ بعد میں منشی فاضل اور ایف۔ اے کے امتحانات پنجاب یونیورسٹی سے اعلیٰ نمبروں پر پاس کئے۔ آپ جب واپس اپنے وطن چارکوٹ تشریف لے گئے تو ریاستی حکومت کی طرف سے آپ کو تحصیلداری کے عہدہ کی پیشکش کی گئی لیکن آپ کے والدِ محترم میاں عطاء اللہ کی شدید خواہش تھی کہ آپ اپنے علاقہ کی جہالت کو دور کرنے اور جماعت کے بچوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ چنانچہ دادا جان نے آپ کو محکمہ مال میں تحصیلداری کا عہدہ قبول کرنے سے منع فرما دیا۔ قبلہ والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) نے آپ کو ڈاکٹر یا وکیل بننے کا مشورہ دیا تھا۔ چنانچہ آپ نے تحریری طور پر حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کی خدمت میں درخواست دی کہ حضور میرے والد صاحب کی شدید خواہش ہے کہ میں چارکوٹ میں ایک مکتب کھولوں اور وہاں جماعت کے بچوں کو پڑھاؤں۔ اس لئے حضور مجھے ہدایت فرماویں کہ کیا کروں؟ چنانچہ حضرت فضل عمر نے ازرہِ شفقت اجازت دے دی کہ آپ اپنے والد صاحب کی خواہش کو پورا کریں۔ چنانچہ آپ نے چارکوٹ ریاست جموں کشمیر میں ایک مکتب کھولا۔ اس سے پہلے علاقہ میں تعلیم کا اس درجہ تک فقدان تھا کہ خط پڑھانے کے لئے تین تین میل دور جانا پڑتا تھا۔ یہ مکتب شروع میں پرائمری اور بعد میں مڈل تک کا درجہ حاصل کر گیا۔ اس مکتب میں بچوں کی بڑی تعداد تعلیم حاصل کرتی تھی۔ آپ کے مکتب کا نتیجہ بہترین آتا رہا۔

آپ اس مکتب میں اوائل ۱۹۴۸ء تک پڑھاتے رہے اور جب پاکستان بنا تو آپ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور کالا کیمپ ضلع جہلم اور بعد میں واہ کیمپ میں اپنوں بیگانوں کی دینی و دنیوی خدمت جاری رکھی۔ ۱۹۵۶ء میں گرمولہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ میں مستقل طور پر آباد ہو گئے۔ آپ نے یہاں بھی درس و تدریس کا سلسلہ بند نہ کیا بلکہ مسلسل جماعت اور غیر از جماعت بچے، جوان اور بوڑھے مرد و زن تا دمِ حیات مستفید ہوتے رہے۔ اس دینی خدمت کا معاوضہ قبول نہ کرتے تھے۔ جماعت احمدیہ چارکوٹ کے صدر بھی رہے اور پھر گرمولہ ورکاں میں بھی یہ فرائض انجام دیتے رہے۔ گرمولہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ میں بھی آخری دم تک تقریباً ۴۰/۵۰ بچے، جوان اور بوڑھے آپ سے قرآن مجید ناظرہ، باترجمہ پڑھتے رہے۔ بیماری کے آخری ایام تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

امامت سے وابستگی

آپ ہمیشہ امامت سے چمٹے رہنے کی تلقین فرماتے رہے اور فرماتے احمدیت بڑی پیاری نعمت ہے۔ اس کا دامن کبھی نہ چھوڑیں۔ امامِ وقت اور سلسلہ کے کسی بزرگ کے خلاف تو کوئی بات کرنا یا سننا تو درکنار کسی اپنے اور غیر کے خلاف نہ بات کرتے اور نہ سننا پسند کرتے۔ مختلف مثالوں سے اپنی ہی اصلاح کی طرف توجہ دلاتے رہتے۔

جماعتی چندوں میں سبقت

آپ ہمیشہ جماعتی چندوں میں سبقت لے جاتے۔ ہمیشہ پیشگی چندہ دے دیتے۔ وفات سے قبل بھی آپ نے آئندہ سال کا چندہ حصہ آمد، وقف جدید اور تحریکِ جدید ادا فرما دیا۔ ہمیشہ پوچھتے رہتے کہ میرے نام کوئی چندہ بقایا تو نہیں؟ جب کبھی کسی بیٹے کی طرف سے کچھ ملتا فوراً ہی اس کا حصہ آمد سیکرٹری مال کے پاس جمع کروا آتے۔

قرآن مجید سے والہانہ عشق

اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن مجید سے بے حد پیار کرنا سکھایا تھا۔ جب آپ قرآن کریم پڑھتے یا پڑھاتے تو بے اختیار رونا شروع کر دیتے۔ کئی ایک غیر از جماعت بچوں نے دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کی جب بھی خواہش ظاہر کی تو اس شرط کے ساتھ انہیں پڑھانے کی حامی بھری کہ قرآن کریم بھی ساتھ لازمی پڑھنا ہوگا۔

آپ کو آنکھوں میں سفید موتیا تھا۔ ۱۹۹۱ء میں خاکسار انہیں راولپنڈی آنکھیں چیک اپ کرانے کے لئے لے گیا کہ شاید کوئی عینک لگ جائے۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ ان کو نظر کی کوئی عینک نہیں لگے گی اور کہا کہ آپ موتیا پکنے دیں۔ اور اسکی نشانی یہ ہوگی کہ آپ کو ہاتھ کی انگلیاں بھی نظر نہیں آئیں گی۔ یہ سنکر آپ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو ٹپکنے لگے۔ ڈاکٹروں نے کہا گھبرانے کی ضرورت نہیں اسکے بعد اس کا اپریشن ہوگا۔ آپ نے فوراً فرمایا، میں گھبراتا نہیں۔ لیکن میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ایسے وقت میں قرآن مجید کی تلاوت کیسے کروں گا۔"

اولاد سے پیار و سلوک

آپ اپنی اولاد سے بے حد شفقت اور پیار فرماتے۔ مگر شرک کی حد تک نہیں خدا اور اس کے رسول کا پیار مقدم رکھتے۔ خاکسار کو جہاں تک یاد ہے آپ نے زندگی بھر کبھی کسی بیٹے، بیٹی، پوتے، پوتی، نواسے، نواسی یا کسی کو بھی "تو" کر کے مخاطب نہیں فرمایا۔ بلکہ "آپ" کہہ کر مخاطب فرماتے۔ ہمیشہ بلاناغہ قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے اور کتب حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور سلسلہ کی کتب باقاعدہ زیرِ مطالعہ رکھتے اور سب کو پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے اور انہیں قیمتی خزانہ کے نام سے پکارا کرتے تھے اسکے علاوہ جب بھی وقت ملتا قرآنِ مجید کھول کر مطالب پر غور کرتے اور بہت سا قرآنِ مجید کا حصہ اس عمر میں بھی زبانی یاد کیا ہوا تھا۔

آپ نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں اور ۵۸ پوتے پوتیاں نواسے، نواسیاں چھوڑے ہیں۔ سب سے بہت پیار کرتے آپ کے تمام بیٹے بیٹیاں بفضل تعالیٰ شادی شدہ اور صاحبِ اولاد ہیں اور بعض اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔

والدہ صاحبہ کا ذکرِ خیر

ہماری پیاری والدہ محترمہ ہدایت بی بی صاحبہ جو موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں کا ذکرِ خیر اکثر کیا کرتے۔ فرماتے تھے کہ انہوں نے آپ کے ساتھ تقریباً ۶۰ سال رفاقت کی اور اس دوران والدہ صاحبہ نے نہایت تقویٰ سے اپنی زندگی گذاری۔ ہمیشہ ان کا (والد صاحب) خیال رکھا اور ان کی بہتر سے بہتر رنگ میں خدمت کی۔ والدہ صاحبہ کی وفات نومبر ۱۹۸۸ء میں ہوئی اپنی رفاقت کے عرصہ کو یاد فرمایا کرتے اور رقت آمیز انداز میں ذکر کرتے۔ والدۂ محترمہ کی جدائی کو بہت محسوس کرتے تھے۔ والد صاحب اکثر ذکر کرتے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ "اے خدا! اگر میری کوئی نیکی تیرے حضور قبول ہو تو اس کا نصف ثواب میری اہلیہ کو ملے"۔ آپ کی زبان پر امی جان کا ذکرِ خیر جب بھی ہوتا تو بے اختیار رو پڑتے۔ ہماری امی جان مونس و غمخوار اور اپنی اولاد سے حد درجہ پیار رکھنے والی اور سخی خاتون تھیں۔

شاگرد

آپ کے سینکڑوں احمدی اور غیر از جماعت شاگرد ہیں۔ احمدی شاگردوں میں سے بعض بطور مربیان خدمتِ سلسلہ سرانجام دے رہے ہیں۔ متعدد شاگرد حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں اور کئی شاگرد وکیل اور ڈاکٹر بھی ہیں۔ سبھی ان کے احسان کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔

وفات

آپ بفضل تعالیٰ صحت مند تھے تقریباً دو ہفتہ قبل انہیں گرمولہ ورکاں سے اپنے پاس مظفر آباد لے آیا تھا۔ اچانک طبیعت خراب ہو گئی۔ چنانچہ آپ کو سی۔ ایم۔ ایچ۔ مظفر آباد ۱۶ر جون ۹۱ء کو داخل کرایا گیا اور ۱۸ر جون ۹۱ء کو صبح ۲-۳۰ بجے کے قریب اپنے مولا حقیقی کے حضور جانِ آفرین سپرد کر دی (ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں)۔ وفات کے دو دن قبل مجھ سے فرمایا تھا کہ "ہم آپ کے مہمان ہیں"۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۸۳ سال تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب بھی ذکر آتا تو بے اختیار رو پڑتے۔ آپ کی زبان پر ہر آن درود شریف اور تسبیحات کا ورد جاری رہتا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو آپ پر) اور آپ کے آئمہ کیلئے رو رو کر دعائیں فرماتے۔ آپ باقاعدگی سے نمازِ تہجد پڑھتے رہے۔ اپنے مولا کے حضور نہایت گریہ وزاری اور عجز و نیاز کے ساتھ بلاناغہ حاضری دیتے۔ اور جماعت کیلئے بہت دعائیں کرتے رہتے۔ اپنے اور بیگانے سب آپ کی دعاؤں سے مستفید ہوتے۔

بیت الذکر میں ہمیشہ نماز باجماعت کے قیام سے گھنٹہ بھر پہلے ہی چلے جاتے۔ اور نوافل ادا کرتے اور ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے۔

بیت احمدیہ گرمولہ ورکاں کی تزئین و مرمت کے لئے سب ملازمین کو ایک ماہ کی تنخواہ ادا کرنے کی تحریک کی سب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا علاج کے لئے جاتے وقت انہیں تمام کر بیت احمدیہ دکھائی گئی۔ بہت رو رو کر دعا کی۔

آپ موصی تھے۔ خاکسار آپ کا جسدِ خاکی بذریعہ ایمبولینس ربوہ لایا ۱۹ر جون ۱۹۹۱ء کو نمازِ فجر کے بعد مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور بعد ازاں بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

افرادِ خاندان حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ احبابِ جماعت اور بزرگانِ سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ قبلہ اباجان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہماری امی جان کے بھی درجات بلند فرمائے۔ اور ہم کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس صدمہ عظیم کو برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔

بازیابی

مکرم نور محمد صاحب بلوچ کا بچہ عزیز مقبول احمد ناصر جو کہ مورخہ ۲۶ر اکتوبر ۱۹۹۱ء کو لاپتہ ہو گیا تھا خدا کے فضل سے فیصل آباد سے مل گیا ہے۔ خاکسار اُن تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے دعا اور مدد کی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفینِ نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

جو دوست "وقفِ نو" میں شامل اپنے بچوں کی تصاویر الفضل میں شائع کرانا چاہتے ہیں۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ پاسپورٹ سائز بلیک اینڈ وائٹ اور صاف تصاویر بھجوائیں۔ (ادارہ)

نجم السحر ابن عزیز احمد
ٹھوکر نیاز بیگ۔ لاہور

ناصر محمود ابن احمد حسین طارق
منڈی بہاؤالدین

نعیمہ اختر بنت محمد اختر
ربوہ

محمد ہارون خالد ابن محمد خالد انجم
کوٹ مومن

منیر احمد خان ابن بیدار بخت خان
راولپنڈی

زاہد اسمٰعیل بٹ ابن مبارک اسمٰعیل بٹ
منڈی یزمان ضلع بہاولپور

طیّب رضا ابن داؤد احمد
جرمنی

عبدالرزاق ابن مبارک احمد طاہر
ربوہ

نوید احمد خان ابن نذیر احمد خان
چک 285/E.B ضلع وہاڑی

طاہر احمد ابن شیر محمد
فیصل آباد

طاہر افضال ابن افضال احمد
حیدرآباد

طٰہٰ منور ابن حاجی منور احمد
ربوہ

قندیل بنت محمد ابراہیم بلوچ
میرپور خاص۔ سندھ

دردانہ ظفر بنت محمد ظفر اللہ مجوکہ
حویلی مجوکہ ضلع سرگودھا

نادیہ اسلم بنت مرزا اسلم بیگ
ربوہ

شہزاد احمد ڈار ابن محمد اسحٰق ڈار
اسلام آباد

طاہرہ یاسمین بنت چوہدری محمد حامد
حویلیاں کینٹ

طاہر ولید قمر ابن پرویز اقبال گوگی
ربوہ

طابہ افضال بنت افضال احمد
حیدرآباد

عدیل احمد ابن مقصود احمد
غلام احمد کوٹ۔ سندھ

طیبہ راحت بنت عزیز احمد
ٹھوکر نیاز بیگ ضلع لاہور

دینار جاوید ابن جاوید اقبال
ربوہ

وجیہہ الدین احمد ابن شاہد خورشید
کوئٹہ

وجاہت احمد ابن منیہ احمد کاٹھگڑی
ربوہ

انجم ناز ابن محمد اسلم
لاڈھیانوالہ ضلع فیصل آباد

سالک خورشید ابن مبشر احمد
عمرکوٹ۔ سندھ

طاہر زمان ابن مبارک احمد گوندل
گوٹھ احمدیہ ضلع میرپور خاص

ظفر اللہ ابن مکرم عنایت اللہ امجد
ربوہ

صدیقہ بنت محمد انور صاحب
صادق پور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیراعظم نے کہا ہے کہ ہم تھوڑا کھالیں گے لیکن کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلائیں گے۔ غیر ملکی امداد کے سوال پر قومی مفادات پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہو گا۔ انہوں نے بنوں میں خطاب کرتے ہوئے بنوں کو ڈویژن اور لکی مروت کو ضلع بنانے کا اعلان کر دیا۔

○ وزیراعظم نے کہا ہے کہ میری حکومت صحیح سمت میں آگے بڑھ رہی ہے۔ ہمارا پہلا سال اطمینان بخش رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حزب اختلاف کو ساتھ لے کر چلنے پر یقین رکھتے ہیں لیکن حزب اختلاف کو بھی صحت مندانہ رویہ اپنانا چاہئے۔

○ قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے کراچی میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پیپلز پارٹی کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو پاکستان کا حشر سوویت یونین جیسا ہو گا۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر گوہر ایوب نے پیر کی صبح قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی افتخار گیلانی بھی اس موقع پر موجود تھے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کا کہنا ہے کہ صدر کے ساتھ سمجھوتہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ان کے متعدد اقدامات کے بعد اب ان کا اقتدار میں رہنے کا کوئی قانونی اخلاقی سیاسی یا آئینی جواز باقی نہیں رہا۔

○ سپریم کورٹ نے سیاسی بنیاد پر تقرریوں کے سوال کو حل کرنے کے لئے چیف جسٹس کی سربراہی میں تین رکنی بنچ قائم کر دیا ہے۔ چیف جسٹس نے یہ بنچ قائم کرتے ہوئے کہا ہے کہ جمہوری نظام کی کامیابی کے لئے سول سروس کا کردار غیر جانبدارانہ ہونا چاہئے اور یہ بھی ممکن ہے جب برطرفیاں اور تقرریاں سیاسی بنیادوں پر نہ کی جائیں۔

○ پشاور میں بنک ڈکیتی کی کوشش ناکام بنا دی گئی۔ فائرنگ سے بنک کا سیکنڈ آفیسر ہلاک ہو گیا۔ چوکیدار اور ٹریفک پولیس کا اہلکار ڈاکوؤں کو پکڑنے کی کوشش میں زخمی ہو گیا۔ دو ڈاکو گرفتار کر لئے گئے۔

○ آزاد کشمیر کے وزیراعظم نے کہا ہے کہ پاکستان اور بھارت جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں تباہی روکنے کے لئے کچھ کیا جائے

○ بحری جہازوں کے ذریعے عمرہ سروس کا آغاز ۳؍ جنوری سے ہو گا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ بلدیاتی انتخابات میں شدید دھاندلی کے باوجود ہمارے ۴۰ فیصد آدمی کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ ہماری فتح ہے۔

○ شہری علاقوں میں ایک گھنٹہ اور دیہی علاقوں میں ۴ گھنٹہ روزانہ کی لوڈ شیڈنگ یکم جنوری ۱۹۹۲ء سے شروع ہو رہی ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ بنگلہ دیش میں شدید سردی سے ۱۰۴ افراد ہلاک ہو گئے۔

○ جمہوریہ یوکرائن نے کہا ہے کہ وہ نہ صرف اپنی آزاد فوج بنائے گی بلکہ بحیرہ اسود میں موجود سابق روسی فوجی بحری بیڑے کا کنٹرول بھی خود سنبھال لے گی۔ اس ضمن میں جمہوریہ رشیا سے کوئی معاہدہ نہیں کیا جائے گا۔

احباب جماعت کو
سالِ نو کی مبارک باد!
خدا تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی سے رکھے اور
دونوں جہان میں اپنے پیار کی جنت نصیب کرے
NASIR ناصر
مینجر ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

فارش ہر قسم گرمی، گیس اور کمزوری کا خاتمہ
عزیز دواخانہ رجسٹرڈ چک چٹھہ نزد حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ
مرگی، مالیخولیا، بواسیر، اٹھرا اور لیکوریا کا مکمل علاج

احباب جماعت کی خدمت میں نئے سال کے موقع پر
مبارکباد پیش کرتے ہیں
اللہ تعالیٰ ہر دم حافظ و ناصر ہو اور
حضور پُرنور کے وطن واپسی کی راہیں
صاف فرمائے
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، لاہور، کراچی

نیا سال احباب جماعت کو مبارک ہو
حکیم انوار احمد جان
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
پوسٹ بکس نمبر ۲۲۲ | فون نمبر ۷۳۹۹۷

نئے سال کی خوشیوں کے موقع پر احباب جماعت کو
دلی مبارکباد
(ڈاکٹر راجہ ہومیو)
کیوریٹو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ)
ربوہ
☎: سیلز: 771
کلینک: 606
رہائش ڈاکٹرز: 607

پتہ